سلام

مولوی سید علی یاور صاحب صدرؔ اجتہادی

زینبؑ یہ بولیں حشر کا منظر نظر میں ہے
بھائی کا حلق، شمر کا خنجر نظر میں ہے

صغرا! وہ رن میں آخری سانسیں حسینؑ کی
بجھتا ہوا چراغِ پیمبرؐ نظر میں ہے

عاشور کو رسولؐ کی تصویر مٹ گئی
لیکن وہی جوانیٔ اکبرؑ نظر میں ہے

دریائے ظلم و جور کا دھارا کہیں جسے
وہ بے پناہ شام کا لشکر نظر میں ہے

رن میں ستم کا تیر پڑا، قبر بن چکی
اب تک وہ زخمِ گردنِ اصغرؑ نظر میں ہے

جلتی ہوئی زمین پہ روتے ہوئے یتیم
شعلے تھے جس میں آگ کے وہ گھر نظر میں ہے

جس پر تھے محوِ خواب رفیقانِ با وفا
اب تک وہ ریگ گرم کا بستر نظر میں ہے

کالا لباس تن پہ ہے، لب پر مرے حسینؑ
گیسو کھلے ہیں صورتِ مادر نظر میں ہے

مثلِ علیؑ وہ نہر پہ حملہ دلیر کا
اب تک وہی جلالت حیدرؑ نظر میں ہے

کانوں میں ہے تلاوت قرآن کی صدا
نیزے پہ آج بھی سرِ سرور نظر میں ہے

جس میں کبھی چراغ جلایا نہیں گیا
صغرا وہ قیدِ شام کا منظر نظر میں ہے

دیکھو، نشاں رسن کے ہیں بازو میں آج بھی
جو چھن چکی تھی سر سے وہ چادر نظر میں ہے

مجھ کو حسینؑ خلد میں بلوائیں گے ضرور
حرِ جری کا صدرؔ مقدر نظر میں ہے

سلام

ندیٰؔ الہندی

وہ کیا ہے جو کسی سے انتساب اپنا نہیں رکھتا
چمک کی چاہ ہے اور آفتاب اپنا نہیں رکھتا

برا ہو غیبت وبہتان کا انسان بیچارہ
عمل اچھے سے کر کے بھی ثواب اپنا نہیں رکھتا

چلا حُر سوئے سرورؑ اور عمل اس کا یہ کہتا تھا
وہ مردہ ہے سفر جو کامیاب اپنا نہیں رکھتا

کوئی چھ ماہ کا بچہ کوئی سو سال کا بوڑھا
جہادِ سبط پیغمبرؐ جواب اپنا نہیں رکھتا

ندیٰؔ جاتی ہے بابِ علم سے ہوکر پیمبرؐ تک
وہ ہے بدبخت جو اِس طرح باب اپنا نہیں رکھتا